بسم اللہ الرحمن الرحیم

الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ، وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى خَاتَمِ الْأَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِينَ نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ أَجْمَعِينَ، أَمَّا بَعْدُ:

01: اصول وضوابط فی التکفیر؛ مقدمہ (حصہ اوّل)

اصول وضوابط فی التکفیر للامام عبد اللطیف بن عبد الرحمن آل الشیخ رحمہ اللہ کے اس پیارے اور عظیم رسالے کی شرح کا آغاز کرتے ہیں اور یہ شرح فضیلۃ الشیخ محمد بن عمر بازمول حفظہ اللہ کی شرح سے ہم کر رہے ہیں۔

اور شیخ صاحب نے اس رسالے کی شرح جو ہے تین مجالس میں کی تھی، دورۃ الامام محمد بن ابراہیم آل الشیخ رحمہ اللہ، سن 1435 ہجری میں، اور اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اس دور کے بعض دروس میں میں خود بھی شریک تھا (الحمد للہ) اور اس رسالے کی شرح کے کئی دروس میں شیخ صاحب سے براہ راست اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اس کتاب کی شرح کے تعلق سے جو اہم باتیں ہیں وہ براہ راست سُنی ہیں۔

اور یہ جو رسالہ ہے اگرچہ اس کی یہ شرح جو شیخ صاحب نے کی ہے مختصر سی کی ہے لیکن ان شاءاللہ طلاب علم کے لیے خصوصی طور پر اور عوام الناس کے لیے عمومی طور پر سب کے لیے فائدہ مند ہے دور حاضر کے فتنۂ تکفیر سے بچنے کے لیے، اور اس شَرِ مستطیر سے امت کو بچانے کے لیے ایک ہی راستہ ہے اور وہ ہے طلب علم کا راستہ، اور (الحمد للہ) ہمارے علماء نے عقیدے کے اصول کی اہمیت کو جانا ہے اور عقیدے کے اصول کے تعلق سے جتنے بھی مسائل ہیں ان مسائل کو کھول کھول کر بیان کیا ہے۔

اور تکفیر کا مسئلہ جو ہے یہ عقیدے کے اصول میں سے اصولی مسئلہ ہے جسے پہلے کئی مرتبہ ہم بیان کر چکے ہیں۔

اور تکفیر کے معاملے میں بہت سارے لوگوں نے غلطیاں کی ہیں افراط اور تفریط کا شکار ہیں، اور اللہ تعالیٰ نے خاص بندوں پر خاص انعام اور احسان فرمایا ہے جنہوں نے اس مسئلے کا حق ادا کیا ہے۔

مرجئہ اس مسئلے کے تعلق سے تفریط سے کام لیتے ہوئے کسی مسلمان کی تکفیر کرتے ہی نہیں ہیں، اور ان کا یہ عقیدہ ہے کہ کوئی بھی شخص کلمہ پڑھنے کے بعد کافر نہیں ہو سکتا خصوصی طور پر جو غالی مرجئ ہیں جیسا کہ جہمیہ جو کہتے ہیں: "ایمان کا معنی ہے اللہ تعالیٰ کو دل سے جاننا (دل سے معرفت کافی ہے) جس نے اپنے ربّ کو دل سے جان لیا وہ مومن ہے پکا مومن ہے وہ اور ایسا شخص دائرۂ اسلام سے خارج نہیں ہو سکتا، خارج تب ہو گا جب اپنے ربّ کی معرفت دل سے نکال دے گا"۔

اوراِن کے برعکس جنھوں نے تکفیر کے مسئلے میں غلو سے کام لیاافراط سے کام لیا وہ لوگ جنھوں نے کبیرہ گناہ پر مسلمان کو دائرۂ اسلام سے خارج کر دیا جیسا کہ خوارج مسلمانوں کے ساتھ ہمیشہ کرتے آئے ہیں۔

الغرض؛تو شیخ محمد بن عمر بازمول حفظہ اللہ نے اس پیارے رسالے کی شرح تین مجالس میں کی ہے اور یہ رسالہ جو ہے اہل سنت والجماعت کی ترجمانی کرتا ہے اس مسئلے میں کہ اہل سنت والجماعت جو ہیں وسطیت کا راستہ اختیار کرتے ہوئے تکفیر کے مسئلے کے تعلق سے بات کرتے ہیں اور شرعی اصول اور ضوابط کے مطابق ہی بات کرتے ہیں؛اب کیا اصول ہیں کیا ضوابط ہیں اس رسالے کی شرح سے ان شاءاللہ سمجھنے کوشش کریں گے ہم سب مل کر۔

اور ایک خوش خبری یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے جب میں نے یہ خلاصہ لکھا شیخ صاحب کے دروس سے جیسے میں آگے بھی بتاؤں گا کہ بہت سارے قواعد اِن ضوابط اور اصول کے ساتھ کئی قواعد اور کئی نئے مسائل اور فوائد طلاب علم کے لیے میں نے جمع کئے ہیں اور جیسے ان شاءاللہ آگے درس ہم بیان کرتے رہیں گے ان مسائل اور قواعد کی میں نشاندہی کرتا رہوں گا اور ہم سب مل کر ان شاءاللہ فنگر ٹپس (Fingertips) پر یاد کرنے کی کوشش کریں گے۔

اور (سبحان اللہ) کچھ عرصے کے بعد یعنی 1435 (ہجری) میں درس ہوا اور میں نے جب اس کا خلاصہ تیار کیا رٹن (Written) یا تحریری شکل میں اُس کے اگلے سال یہ کتاب پرنٹ ہو کر آگئی (سبحان اللہ یہ کتاب بھی آگئی مارکیٹ میں) اب یہ جو کتاب آپ دیکھ رہے ہیں یہی کتاب کا خلاصہ آپ کے ہاتھ میں یہ جو چند پیجز (Pages) پر مشتمل ہے جو اللہ کے فضل وکرم سے میں نے تیار کیا ہے یہ اسی کتاب کا خلاصہ ہے، یہ کتاب بھی غالباً شیخ صاحب کے انہی دروس سے تقریباً لی گئی ہے پھر شیخ صاحب نے اس کو کتابی شکل میں تیار کرتے ہوئے چند چیزوں کا اضافہ کیا ہے۔

اور اس میں آپ دیکھیں گے جو یہ نوٹ جو آپ کے ہاتھ میں ہے یہ جو اسکوائر بریکٹ (Square bracket) جسے معقوفتین کہتے ہیں عربی میں، جو معقوفتین میں ہے یہ میری طرف سے چند اضافات تھے؛ جو اسکوائر بریکٹ (Square bracket) میں لکھا ہوا ہے یہ شیخ صاحب کا کلام نہیں ہے یہ میری طرف سے چند چھوٹے سے اضافات ہیں ضرورت کے لیے اور معنی کے مزید یعنی فائدے کے تمام کرنے کے لیے اور معنی کی وضاحت کے لیے۔

تو آج کی نشست میں درس کا آغاز کرتے ہیں، شیخ صاحب کا پہلا درس ہے "درس الاول" جو شیخ صاحب نے دیا تھا اس میں شیخ صاحب نے درس کا آغاز تین مقدمات سے کیا ہے، تین مقدمات ہیں اور ان تین مقدمات کو بیان کرنے سے پہلے شیخ محمد بن عمر

بازمول کا مختصر سا تعارف کر لیتے ہیں، یہ اُن کا حق ہے ہمارے اوپر (جس شیخ کی ہم شرح کر رہے ہیں ان کے بارے میں چند اہم باتیں ہم جان لیں یہ ان کا حق ہے ہمارے اوپر)۔

شیخ صاحب کا نام ہے محمد بن عمر بن سالم بازمول (حفظہ اللہ)، ان کی پیدائش مکہ مکرمہ میں ہوئی اور سعودی نیشنل ہیں اور ابھی بھی مکہ مکرمہ میں عوالی کے علاقے میں مکین ہیں۔ شیخ صاحب نے سن 1414 ہجری میں (آج 1437 ہجری ہے) پی ایچ ڈی (PhD) کی ڈگری حاصل کی اُم القریٰ یونیورسٹی سے اور ان کا جو تخصص ہے (جو اسپیشلیٹی Speciality) ہے جس میں انہوں نے پی ایچ ڈی (PhD) لی ہے "القرآن وعلومه، والحديث وعلومه" قرآن اور حدیث کے سائنسز میں پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کی ہے؛ اور ابھی بھی کسی جامعہ میں تدریس کا کام کر رہے ہیں (اُم القریٰ یونیورسٹی مکہ مکرمہ میں)۔

اور شیخ صاحب کے علم سے (الحمدللہ) ہر خاص وعام واقف ہے اور ان کے اکثر دروس علمی دروس ہوا کرتے ہیں عقیدۂ و منہج کے تعلق سے، اور ایک یہ اچھی بات بھی ہے شیخ صاحب کی کہ وہ بعض پیچیدہ مسائل جو ہیں ان کو بڑے آسان طریقے سے بیان فرماتے ہیں، اُن مسائل میں سے جو رسالہ آج ہمارے ہاتھ میں ہے "اصول وضوابط فی التکفیر" کے تعلق سے جسے ہم سب مل کر ان شاءاللہ سنیں گے بڑے پیارے اور خوبصورت انداز سے اس رسالے کی مختصر سی شرح کرتے ہوئے میں سمجھتا ہوں شرح کا حق ادا کیا ہے "حفظه الله ورعاه وأيده سبحانه وتعالیٰ"۔

شیخ صاحب نے درس کا آغاز تین مقدمات سے فرمایا تھا:

1-پہلا مقدمہ: "موضوع هذه الرسالة وأهميتها وخطورتها" (اس رسالے کا موضوع کیا ہے، اور اہمیت کیا ہے اور یہ مسئلہ کتنا خطرناک ہے)۔

اور اس مقدمے میں شیخ صاحب نے یہ بیان کیا ہے کہ اس مسئلے کا تعلق ایمان اور کفر سے ہے، ایمان کی اہمیت ہر مسلمان جانتا ہے جس میں ایمان کے ارکان اور ایمان کی تعریف شامل ہے اور یہ دونوں اصولِ عقیدہ میں سے بنیادی اصول ہیں، جیسا کہ ہر مسلمان پر فرض ہے کہ وہ ایمانیات کے مسائل کو جان لے اُسی طریقے سے ہر مسلمان پر یہ بھی فرض ہے کہ وہ کفر کے مسائل کو جان لے۔

ایمان کے مسائل کو اس لیے جاننا لازمی ہے تاکہ کوئی شخص صحیح ایمان پر زندگی بسر کرے، اور کفر کے مسائل اس لیے جاننا لازمی ہے تاکہ مسلمان جو ہے کفر سے دوری اختیار کر کے اپنی زندگی بسر کرتا رہے۔

اور ہمارے معاشرے میں جیسے میں پہلے عرض کر چکا ہوں خصوصی طور پر دور حاضر میں ایسے لوگ موجود ہیں جنہوں نے اس مسئلے میں غلو سے کام لیا(مسئلہ تکفیر کے تعلق سے غلو سے کام لیا)اور مسلمانوں کا قتل عام بھی کیا!

تو کفر کے مسائل کو ہم جانتے ہیں کفر سے دوری اختیار کرنے کے لیے،اور کفر کے مسائل کو جاننے کے لیے یا جانتے ہوئے تکفیر کا مسئلہ بیچ میں لازمی آتا ہے،اور جب تکفیر کا مسئلہ سامنے آتا ہے تو تکفیر کے شرعی اصول وضوابط بھی ہوا کرتے ہیں،اُن اصول اور ضوابط کو جاننے کے لیے الامام عبداللطیف بن عبدالرحمن آل الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے اس رسالے کی تصنیف کی ہے۔

اور اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر علیہ الصلاۃ والسلام کی اس حدیث کو جاننے کے لیے "لَا تَرْجِعُوا بَعْدِي كُفَّارًا، يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ" (میرے بعد کافر نہ بن جانا کہ ایک دوسرے کا قتل کرتے رہو)؛إلي آخر الحديث:اس حدیث میں ہم دیکھتے ہیں کہ دو چیزیں لازم اور ملزوم ہیں کیا ہیں؟ اگر اس حدیث میں ایک ہی پیغام ہم نے جاننا ہے تو کیا وہ کیا ایک پیغام اس حدیث میں ہے؟ ایک چیز ہو گی دوسری اس کے بعد لازم ہو گی:"لَا تَرْجِعُوا بَعْدِي كُفَّارًا، يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ" پہلے کیا ہوا؟(۱) تکفیر۔(۲) اور پھر تفجیر۔(تکفیر ہے،اور پھر قتل عام ہے)۔

اور آج کل کیا ہو رہا ہے تکفیر ہے پھر تفجیر بھی ہو رہی ہے کہ نہیں؟ قتل عام ہو رہا ہے کہ نہیں؟ بم بلاسٹ(Bomb blast)ہو رہا ہے کہ نہیں؟ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کے گھر بھی محفوظ نہیں رہے!

تو یہ حدیث عظیم حدیث اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر علیہ الصلاۃ والسلام نے اپنی مبارک زندگی میں بیان فرمائی تھی "کہ اے میرے امتی! ہر گز ایسا کام نہ کرنا"؛آج یہی کلمہ پڑھنے والے مسلمان وہ کام کر رہے ہیں کہ نہیں؟!

ان میں سے بعض ایسے لوگ ہیں اس حدیث کو پڑھتے بھی ہیں عجب بات یہ ہے!(یعنی حدیث مخفی نہیں ہے پڑھتے بھی ہیں!) شرح بھی کرتے ہیں،اپنے دروس اور تدریس میں یہ حدیث اور ایسی کئی احادیث بیان بھی کرتے ہیں،عجب بات یہ ہے کہ وہ ایسی تاویلیں پیش کرتے ہیں کہ وہ خود اس وعید سے خارج ہو جاتے ہیں اور دوسروں کو اس میں داخل کر دیتے ہیں! اور ہمیشہ سے اہل بدعت کا یہی طریقہ رہا ہے(ہمیشہ سے!)۔

اس لیے ہمارے بعض علماء بڑی پیارے بات کہتے ہیں جب ان سے پوچھا گیا کہ اگر کوئی حزبی جو ہے کسی عقیدے یا منہج کی کتاب کی شرح کرتا ہے،یا جیسے کئی حزبی علماء نے عقیدے کی کئی کتابوں کی شرح بھی کی ہے کیا ان کی شرح سننی چاہیے؟

تو بڑی پیاری بات فرماتے ہیں، کہتے ہیں: نہیں سننی چاہیے، کیونکہ وہ جب شرح کرتے ہیں تو اپنے طریقے سے شرح کرتے ہیں، جہاں الولاء والبراء کا مسئلہ آتا ہے تو وہ تمیع سے کام لیتے ہیں، اور جو اہل بدعت ہیں نرمی کرتے کرتے اُن میں کتاب کو پڑھنے والے یا سننے والے کو ان میں گھول دیتے ہیں، اور جتنے بھی نصوص موجود ہوتے ہیں ان نصوص کی تاویل کرتے کرتے اپنے باطل مقاصد حاصل کر لیتے ہیں"۔

اور حقیقتاً دیکھیں تو یہی کچھ ہوا ہے اور یہی کچھ ہو بھی رہا ہے!

اور جب کوئی عالم کسی ایسے شخص سے تحذیر کرتا ہے کہ اس کی کتابیں مت پڑھو تو بعض لوگوں کی آنکھیں نکلنے کو آتی ہیں کہ یہ کیا ہو رہا ہے کیوں منع کیا جا رہا ہے؟! خیر سے لوگوں کو منع کیا جا رہا ہے لوگ علم حاصل نہ کریں تو پھر کیا کریں؟!

بھئی علم حاصل کرنے سے کس نے منع کیا ہے؟! باطل علم حاصل کرنے سے منع کیا جا رہا ہے؛ آج یہی وجہ ہے کہ بہت سارے ایسے عوام نہیں کہوں گا طلاب علم میں کہوں گا کہ جو عقیدے اور منہج کے مسائل میں ابھی تک کلیئر (Clear) نہیں ہیں، کلیرِٹی (Clarity) بھی حاصل نہیں کر سکے، ابھی بہت سارے مسائل میں ابہام ہے! پریشان ہیں حیران ہیں!

وجہ کیا ہے؟ کہ تأصیل درست نہیں ہے اُن کی، عقیدے کی کتابیں تو پڑھیں ہیں لیکن کس سے پڑھنی ہیں پتہ نہیں ہے؛ کوئی کتاب بھی پڑھنی ہے کسی سے بھی پڑھ لینی ہے، تفسیر پڑھنی ہے کوئی بھی پڑھنی ہے لیکن پڑھنی تفسیر ہے کس کی تفسیر ہے اس کی ضرورت نہیں ہے جاننے کی! بھئی اللہ کا کلام ہی تو ہے۔

اس لیے آپ دیکھتے ہیں کہ اخوان المسلمین کا جو باطل منہج ہے یہ کیسے پھیلا ہے؟ تفسیر ظلال القرآن پڑھتے ہوئے، لوگوں نے کہا اللہ کا کلام ہے تفسیر ہے کیا فرق پڑتا ہے۔ منع نہیں کیا مساجد میں!

مجھے یاد ہے آج سے بیس سال پہلے بھی (مجھے یاد ہے اس سے پہلے بھی) موجود تھی اُن مساجد میں، سارے والیم (Volume) موجود تھے اور لوگ پڑھتے بھی تھے تیس سال کے بعد اب کیا پھل کھا رہے ہیں؟! یہ تکفیر کہاں سے آئی ہے؟!

اور جب علماء نے اس کی مذمت کی ہے اور دلائل کی روشنی میں غلطیوں کو واضح طور پر بیان کیا ہے سامنے رکھا ہے (الحمد للہ) حق سمجھنے والوں نے حق کو سمجھا ہے اور حق کے سامنے سر جھکا دیا، مان لیا ہے کہ واقعی یہاں پر غلطی ہوئی اور یہ منہج جو ہے تکفیر کا اس کی بنیاد یہاں سے نکلی ہے، اور واقعی جو دروس اور تدریس کا نظام ہے اور یہ سسٹم ہے اس کو درست کرنا ہے کوئی بھی کتاب نہیں پڑھنی اور کسی کی کتاب بھی نہیں پڑھنی اور کسی کی شرح بھی نہیں سننی۔

اور بہت سارے لوگوں نے اس کی مذمت کی ہے حق کے سامنے سر اٹھایا ہے اور کہا ہے کہ یہ ظلم ہو رہا ہے خیر سے لوگوں کو روکا جارہا ہے، اللہ کے پاک کلام کی تفسیر سے لوگوں کو دور کیا جارہا ہے یہ سلیبس (Syllabus) کو تبدیل کرنا چاہتے ہیں، امریکہ کے کہنے پر نئی نئی کتابیں اپنے سلیبس (Syllabus) میں شامل کرنا چاہتے ہیں، سیکولرزم (Secularism) اس عظیم ملک میں پھیلانا چاہتے ہیں، وغیرہ وغیرہ۔

بہت ساری تہمتیں لگیں لیکن (الحمدللہ) جو حق ہے وہ ہمیشہ غالب رہتا ہے اور باطل ہمیشہ مغلوب ہی رہتا ہے۔

الغرض؛ تو پہلا مقدمہ اس کتاب کا موضوع کیا ہے؟ تکفیر ہے۔ اہمیت: اس کا تعلق ایمانیات سے ہے، کفر ایمان کی ضد ہے جتنی ایمان کی اہمیت ہے اتنی مسئلہ تکفیر کی اہمیت ہے؛ خطرہ ہم سب دیکھ چکے ہیں کہ ہر زمانے میں ہر دور میں خوارج نے تکفیر کی ہے پھر مسلمانوں کا قتل عام کیا ہے معصوم لوگوں کا خون بہایا ہے؛ اور دور حاضر میں اس وقت جو سب سے بڑا فتنہ موجود ہے شرک کے بعد وہ ہے فتنہ تکفیر اور تفجیر، مسلمانوں کے قتل عام کا فتنہ، تو یہ خطرہ بھی بالکل واضح ہو گیا ہے۔

2-دوسرا مقدمہ شیخ صاحب نے مؤلف کی مختصر سی بائیو گرافی (Biography) بیان کی ہے؛ "التعريف بالمؤلف اختصار": مؤلف کون ہے؟ "امام عبداللطیف بن عبدالرحمٰن بن حسن بن محمد بن عبدالوہاب التمیمی النجدی" یہ ان کا نسب ہے، سن 1225 ہجری میں پیدا ہوئے درعیۃ میں، اور درعیۃ سے پھر ان کو نکالا گیا اور مصر کی طرف بھیجا گیا؛ سن 1225 ہجری میں پیدائش ہوئی درعیۃ میں اور پھر آل شیخ کے خاندان کے جو باقی لوگ موجود تھے اور آل سعود کے خاندان کے جو باقی لوگ موجود تھے ان سب کو مصر کی طرف جبراً روانہ کیا گیا، اس وقت شیخ صاحب کی عمر 8 سال کی تھی اور تقریباً 30 سال مصر میں جلاوطن رہے۔

ابراہیم بن محمد علی باشا کے دور اقتدار میں جو مصر کے بادشاہ کا بیٹا تھا (محمد علی باشا کا بیٹا تھا) اس ظالم نے ان کو جلاوطن کیا اور مصر میں 30 سال تک تقریباً یہ خاندان وہاں پر رہا اور محمد علی باشا اور اس کا بیٹا ابراہیم بن محمد علی باشا جو ہے ان کو عثمانی خلافت یا عثمانی خلافت کی طرف سے یہ مصر کے والی تھے ذمے دار تھے اور اسی کو عثمانی خلیفہ نے سعودی عرب کی طرف بھیجا، اور جو پہلی سعودی حکومت تھی اس کو ختم کیا سن 1819 میں۔

پھر یہی محمد علی باشا، اس کا بیٹا جو ہے عثمانی حکومت کے ماتحت جو زمین شام میں تھی، لالچ میں آکر اس پر خود قابض ہونا چاہا اور ترکیوں کے ساتھ جنگ ہوئی سن 1839 میں اور یہ خود حکومت سے الگ ہو گیا۔

میں یہ بات اس لیے کہہ رہاہوں کیونکہ بعض لوگ یہ تہمت لگاتے ہیں کہ خلافت عثمانیہ کو توڑنے میں سعودی عرب کا بڑاہاتھ ہے اور آل سعود کا بڑاہاتھ ہے؛ جب خود خلافت اس وقت ٹوٹ چکی تھی اور دراڑیں پڑ چکی تھیں اور ان کے اپنے گورنر جو تھے ذمے دار تھے وہ خود ان کی زمین پر قابض ہو کر الگ ہو رہے تھے تو پھر آل سعود کا کیا قصور ہے؟!

اور جس خلافت کی وجہ سے (آپ یہ بھی حقیقت جان لیں خلافت عثمانیہ کے تعلق سے) ایک یہ بنیادی بات بھی جان لیں کہ تصوف جو دنیا میں پھیلا ہے جو قبر پرستی پھیلی ہے اس کی سب سے بڑی ذمے دار خلافت عثمانیہ ہے جس کا آخری دور جو گزرا ہے بڑاخوفناک دور تھااور یہ اللہ تعالیٰ کا غضب تھا کہ اسلامی خلافت کا خاتمہ ہوا!

مسلمانوں پر اللہ تعالیٰ کی سخت ناراضگی تھی اور اس خلافت پر غضب تھااللہ تعالیٰ کا کہ پوری دنیا میں قبر پرستی ان لوگوں نے عام کر دی تھی یہاں تک کہ مکہ اور مدینہ جیسے پاک شہروں میں بھی! البقیع قبرستان میں بھی اگر آپ نے پرانی تصویریں دیکھی ہیں وہاں پر بھی قبے بھی بنے ہوئے تھے، وہاں پر بھی چھوٹے چھوٹے مزارات قائم تھے، شرک عام تھا قبر پرستی عام تھی۔

محمد الفاتح کا نام سب نے سنا ہے تاریخ میں، یہ وہ شخص ہے جس نے قسطنطنیہ کو فتح کیا(استنبول کو فتح کیا)، لوگ یہ تو جانتے ہیں کہ مسلمان ہیرو ہے لیکن اس حقیقیت سے بے خبر ہیں کہ آج سیدناابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کی قبر پر جو مزار ہے وہ اس شخص نے تعمیر کروایا تھا! سیدناابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ معروف صحابی 70 سال کی عمر میں "جہاد فی سبیل اللہ" اللہ تعالیٰ کے دین کی اور کلمے کی سربلندی کے لیے مدینہ سے نکلتے ہیں اور یورپ کی طرف رخ کرتے ہیں قسطنطنیہ تک پہنچتے ہیں اور محاصرہ کرتے ہیں، اور اس محاصرے میں فتح تو نہ ہو سکی قسطنطنیہ کی لیکن سیدناابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے یہ حکم دیا کہ جتنا بھی آگے لے جاسکتے ہو اگر میں مر جاؤں تو مجھے وہاں پر دفن کرنا، (سبحان اللہ)۔

سیدناابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت وہیں پر ہوئی اور ان کی قبر بھی وہیں پر موجود ہے؛ محمد الفاتح نے جب قسطنطنیہ کو فتح کیااپنے زمانے میں تو اس عظیم صحابی کی قبر پر مزار بھی اسی نے تعمیر کروایا!

میں یہ بات اسی لیے بتارہاہوں تاکہ پتہ چلے کہ خلافت عثمانیہ کے زمانے میں شرک جیسا جرم اور سب سے بڑاظلم امت میں کیسے پھیلا، اور ایک طرف تو فتوحات اسلامیہ اپنی جگہ پر تھیں لیکن مسلمان اس زمانے میں جس زمین پر قابض ہوا کرتے تھے مسلمانوں کو دے کیارہے تھے؟! تو یہ کافی نہیں ہوتا کہ آپ کسی کافر ملک کو فتح کرلیں اور اس کافر ملک کی جو تعلیمات ہیں وہ شرک اور بدعات کی تعلیمات پھیلادیں!

یہ زمین اللہ تعالیٰ کی ہے اور حکم بھی اللہ تعالیٰ ہی کا ہو گا، اس زمین میں کوئی خیر نہیں ہے جس میں نام تو اسلام کا ہو اور لوگوں کے نام بھی مسلمانوں کے نام ہوں لیکن دین کا نام ونشان مشکل سے کہیں ملتا ہے، توحید اور سنت نایاب نظر آتی ہے، ہر طرف سے شرک، بدعات اور خرافات عام نظر آتے ہیں ایسی امت میں کیا خیر ہو گی؟!

الغرض؛ توانہوں نے ان کو جلاوطن کیا تیس سال تک آل سعود اور آل شیخ خاندان جو ہیں وہ جلاوطن رہے اور پھر جب دوسری سعودی حکومت کا قیام ہوا واپس ریاض کی طرف چلے گئے اور وہاں سے امام فیصل بن ترکی رحمہ اللہ نے شیخ عبداللطیف بن عبد الرحمٰن آل شیخ رحمہ اللہ کو احساء کی طرف بھیجا وہاں پر لوگوں کو تعلیم دینے کے لیے۔

الغرض؛ شیخ صاحب کی وفات سن 1293 ہجری میں ہوئی۔

3- تیسرا مقدمہ شیخ صاحب نے جو بیان کیا ہے اس کتاب کی مختصر سی شرح کرتے ہوئے کہ اس رسالے کی تصنیف کی وجہ کیا ہے؟ امام عبداللطیف آل الشیخ رحمہ اللہ نے اس رسالے کو جو ہم پڑھنے جارہے ہیں اس کی تصنیف کیوں کی ہے؟ تالیف کیوں کی ہے کیا سبب تھا؟

تو شیخ صاحب بیان فرماتے ہیں: کہ دو ایسے شخص احساء میں موجود تھے جو مسلمانوں کی تکفیر کیا کرتے تھے الولاء والبراء کے مسئلے میں، الولاء والبراء اور کفر بالطاغوت کے مسئلے پر مسلمانوں پر کفر کا فتویٰ لگایا کرتے تھے تکفیر کیا کرتے تھے اور یہ کہتے تھے دونوں: "کہ یہ تکفیر جو ہے ہم نے امام محمد بن عبد الوہاب رحمۃاللہ علیہ سے سیکھی ہے، وہ تکفیر کیا کرتے تھے ان مسائل میں لوگوں کی"۔

اور یہ جو احساء میں دو لوگ جن کا ذکر شیخ صاحب کر رہے ہیں ان کا اعتراض یہ تھا کہ امام فیصل بن ترکی آل سعود (رحمہ اللہ) کے سفارتی تعلقات تھے کافروں کے ساتھ الافرنج یعنی بریٹن، امریکہ (America ،Britain) وغیرہ ان کے اُن کے سفارتی تعلقات تھے دوستانہ تعلقات تھے؛ اِن لوگوں نے یہ اعتراض کیا کہ کافروں کے ساتھ تعلق قائم کرنا جائز نہیں ہے اور انہوں نے یہ فتویٰ دیا کہ امام صاحب کافر ہو گئے ہیں اور جو اُن کی تکفیر نہیں کرتے وہ بھی کافر ہیں۔

تو اس اعتبار سے ان دو لوگوں نے احساء میں مسلمانوں پر کفر کے فتوے لگانا شروع کیے اور جب انہوں نے اس تکفیر کی نسبت شیخ الاسلام محمد بن عبد الوہاب رحمۃاللہ علیہ کی طرف کی تو پھر اُن کے پوتوں میں سے امام عبداللطیف آل الشیخ رحمۃاللہ علیہ نے اس کا جواب دیا اس رسالے کی تصنیف کرتے ہوئے۔

تو اصل میں یہ رسالہ جو ہے یہ اُن لوگوں کے لیے منہ توڑ جواب ہے جو تکفیر کیا کرتے ہیں مسلمانوں کی جیسا کہ آج کل کے دور کے خوارج جو ہیں، اور ہر دور میں خوارج کا یہی طریقہ رہا ہے کہ علم اُن کے پاس ہوتا نہیں ہے "حُدَثَاءُ الأَسْنانِ سُفَهاءُ الأَحْلامِ": کمسن، بے عقل بے وقوف احمق لوگ ہیں جو جوش وجذبات سے تو کام لیتے ہیں، نہ علم کی بات کرتے ہیں نہ عقلمندی نہ حکمت کی بات کرتے ہیں۔

الغرض؛ تو پھر شیخ صاحب نے اس رسالے کو لکھا، یہ اُن کے لیے بھی تھا اور ہر اُس شخص کے لیے جو تکفیر کرتا ہے بغیر اصول وضوابط کے، خصوصی طور پر؛ اور عمومی طور پر ہر مسلمان کے لیے جو اس مسئلے کو جاننا چاہتا ہے طلاب علم میں سے یا اُن کے علاوہ عوام الناس میں سے۔

کیونکہ یہ مسئلہ میں سمجھتا ہوں اب اتنا عام ہو چکا ہے کہ ہر خاص وعام کو یہ مسائل آنے چاہیئں کیونکہ جو عام مجالس ہوتی ہیں آپ دیکھ لیں شادی بیاہ کی مجالس ہوں یا عام گیدرنگز (Gatherings) ہوں جہاں پر لوگ بیٹھے ہوتے ہیں، اب تو مختصر ملاقات میں بھی اگر کوئی بات نہ تو پھر یہی باتیں چھڑ جاتی ہیں کہ "ہائے مسلمان کیا کر رہے ہیں! مسلمان کئی ملک ڈوب چکے ہیں یہ کافروں کے ہاتھ میں ہیں؛ حکمران کیا کر رہے ہیں؟! کچھ نہیں کر رہے تماشا دیکھ رہے ہیں! دوستیاں لگائی ہوئی ہیں کافروں کے ساتھ اُن کو اپنی کرسیوں کی فکر ہے مسلمانوں کا قتل عام ہو رہا ہے! کہاں گئی غیرت کہاں گئی عزت مسلمانوں کی؟!" وغیرہ وغیرہ۔

اور پھر یہی جوان اِن ہی مجالس میں پہلے خبر نامہ پڑھنے والے ہوتے ہیں اور پھر مفتی بھی بن جاتے ہیں فتویٰ بھی لگا دیتے ہیں، اور آہستہ آہستہ پھر جوش وجذبات میں آ کر نہ عالم اُن سے بچتا ہے نہ حاکم بچتا ہے، اور نہ ہی عام مسلمان بچتا ہے!

تو اِن مسائل کو سمجھنے کے لیے یہ رسالہ میں سمجھتا ہوں اِن شاء اللہ کافی ہے بہت سارے اور رسائل اور کتابوں کے ساتھ، میں نے یہ نہیں کہا کہ ایک ہی کتاب کافی ہے! اس سے پہلے بھی کئی مرتبہ اس پر ہم بات کر چکے ہیں (الحمد للہ) اور کئی علماء نے بات کی بھی ہے اور کر بھی رہے ہیں، اور بھی کافی کتابیں ہیں لیکن اس کتاب میں سے کافی اہم باتیں (ان شاء اللہ) بیان کریں گے۔

آج کے درس میں اتنا کافی ہے اگلے درس میں (ان شاء اللہ) رسالے کے اس مقدمے میں جو اہم مسائل ہیں (کیونکہ شیخ صاحب نے جب اس رسالے کی تصنیف کی ہے تو پہلے مقدمہ لکھا ہے) تو اس مقدمے میں تقریباً جو میں نے جمع کیے ہیں تقریباً دس (10) مسئلے ہیں؛ مقدمہ ہم پڑھیں نہ پڑھیں الگ بات ہے لیکن جو دس (10) مسئلے مقدمے میں ہیں جیسے میں نے کہا ہم یہ

نوٹس پڑھیں گے، کیونکہ میرا طریقہ یہ رہے گا کہ کتاب ہم رکھیں گے ضرورت کے لیے (یہ کتاب) اصل جو نوٹس تیار کیے گئے ہیں ہم یہ نوٹس پڑھیں گے۔

تو اگلے درس میں یہ دس (10) مسئلے جو شیخ صاحب نے (شیخ عبداللطیف آل الشیخ رحمہ اللہ نے) اپنے مقدمے میں بیان کیے ہیں وہ کون سے دس (10) مسئلے ہیں اُن کے متعلق (ان شاءاللہ) بات کریں گے (واللہ أعلم)۔

سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ

یہ رسالہ ڈاکٹر مرتضی بن بخش (حفظہ اللہ) کے آڈیو درس (01.اصول وضوابط فی التکفیر) سے لیا گیا ہے۔
سبق لسانی اور تعبیر کی غلطی کو درست کر دیا گیا ہے۔ قارئین کرام سے گزارش ہے کہ اگر کوئی اور غلطی نظر آئے تو ضرور آگاہ کریں اور اس خیر کے کام میں شامل ہو جائیں۔

mp3 Audio